سوال

(93)تشہد میں انگلی سے اشارہ کرنا

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

قعدہ میں تشہد میں شروع سے لے کرنماز سے فراغت پانے سے انگشت شہادت سے اشارہ کرتے رہنا رسول اللہﷺ کی بڑی بابرکت اور عظیم الشان سنت ثابت ہے اور یہ ایسی متفق علیہ سنت ہاے کہ ائمہ اربعہ بھی اس کے قائل ہیں اورسلف صالحین میں سے کسی کا بھی اس میں اختلاف ثابت نہیں۔ کیونکہ احادیث صحیحہ مرفوعہ متصلہ غیر معللہ ولاشاذہ سے ثابت اوروہ احادیث یہ ہیں :

۱۔ عَامِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: «كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَعَدَ فِي الصَّلَاةِ، جَعَلَ قَدَمَهُ الْيُسْرَى بَيْنَ فَخِذِهِ وَسَاقِهِ، وَفَرَشَ قَدَمَهُ الْيُمْنَى، وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى رُكْبَتِهِ الْيُسْرَى، وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُمْنَى، وَأَشَارَ بِإِصْبَعِهِ»۔ (صحیح مسلم، باب صفة الجلوس فی الصلوة وکیفیة وضع الیدین علی الفخذین ج ا ص ۲۱٦)

''حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ جب نماز میں (تشہد کےلیے) بیٹھتے توبائیں پاؤں کوران اورپنڈلی کے بیچ میں کرلیتے اورداہنا پاؤں بچھاتے اوربائیں گھٹنے پربایاں ہاتھ رکھتے اورداہنا ہاتھ داہنی ران پر رکھتے اوراپنی شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتے۔''

۲۔ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: «كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَعَدَ يَدْعُو، وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُمْنَى، وَيَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُسْرَى، وَأَشَارَ بِإِصْبَعِهِ السَّبَّابَةِ، وَوَضَعَ إِبْهَامَهُ عَلَى إِصْبَعِهِ الْوُسْطَى، وَيُلْقِمُ كَفَّهُ الْيُسْرَى رُكْبَتَهُ»۔ (صحیح مسلم صفحہ مذکور۔)

''عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہﷺ جب تشہد پڑھنے کےلیے بیٹھتے تو دایاں ہاتھ دائیں ران پر رکھتے اور بایاں ہاتھ بائیں ران پر اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتے اوراپنا انگوٹھا درمیان والی انگلی پر رکھتے اور باہنی ہتھیلی کو باہنا گھٹنا دیتے۔''

۳۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا جَلَسَ فِي الصَّلَاةِ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ، وَرَفَعَ إِصْبَعَهُ الْيُمْنَى الَّتِي تَلِي الْإِبْهَامَ، فَدَعَا بِهَا وَيَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى رُكْبَتِهِ بَاسِطَهَا عَلَيْهَا»۔ (حوالہ ایضا)

''عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہﷺ جب نماز میں (تشہد کےلیے) بیٹھتے تودونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھتے اوردائیں ہاتھ کی انگلی (کلمہ کی انگلی) کواٹھاتے۔ اس کوحرکت دیتے اوربائیں گھٹنے پربچھا کررکھ دیتے۔''

۴۔ «كَانَ إِذَا جَلَسَ فِي الصَّلَاةِ وَضَعَ كَفَّهُ الْيُمْنَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُمْنَى، وَقَبَضَ أَصَابِعَهُ كُلَّهَا وَأَشَارَ بِإِصْبَعِهِ الَّتِي تَلِي الْإِبْهَامَ، وَوَضَعَ كَفَّهُ الْيُسْرَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُسْرَى» (رواھما احمد والنسائی ومسلم واخرج نحوہ الطبرانی، نیل الاوطار: باب الاشارة بالسبابة ج ۲ ص ۲۸۳)

''رسول اللہﷺ جب تشہد کےلیے بیٹھتے تواپنی داہنی ہتھیلی داہنی ران پر رکھتے اورتمام انگلیوں کوبند کرلیتے اورانگوٹھے کے ساتھ شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتے۔''

اس حدیث کوالنسائی، ابوعوانہ، ترمذی، ابن ماجہ، عبدالرزاق (ج ۲ ص ۲۴۸) واحمد (ج ۲ ص ۱۴۷) ابن خزیمہ (۷۱۷) اور بیہقی نے (ج ۲ ص ۱۳۰) نے ذکرکیا۔

وفی لفظ إِذَا قَعَدَ فِي التَّشَهُّدِ وَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى رُكْبَتِهِ الْيُسْرَى، وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى رُكْبَتِهِ الْيُمْنَى، وَعَقَدَ ثَلَاثَةً وَخَمْسِينَ، وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ» (صحیح مسلم صفحہ مذکور)

''جب تشہد میں بیٹھتے تو بایاں ہاتھ اپنے بائیں گھٹنے پر رکھتے اور دایاں ہاتھ اپنی دائیں ران پر اور ترپن کی گرہ لگاتے اور کلمہ کیا انگلی سے اشارہ کرتے۔''

ترپن کا عدد یہ ہے کہ انگوٹھے کو ساتھ والی سبابہ انگلی کی جڑ پر رکھے اور باقی تینوں انگلیوں کو بند رکھے۔

۵۔ عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ، أَخْبَرَنِي أَبِي، أَنَّ وَائِلَ بْنَ حُجْرٍ الْحَضْرَمِيَّ، أَخْبَرَهُ قَالَ: قُلْتُ: لَأَنْظُرَنَّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَيْفَ يُصَلِّي؟ قَالَ: فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ قَامَ فَكَبَّرَ، وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى حَاذَتَا أُذُنَيْهِ، ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى ظَهْرِ كَفِّهِ الْيُسْرَى، وَالرُّسْغِ وَالسَّاعِدِ، ثُمَّ قَالَ: لَمَّا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ، رَفَعَ يَدَيْهِ مِثْلَهَا وَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ، فَرَفَعَ يَدَيْهِ مِثْلَهَا، ثُمَّ سَجَدَ، فَجَعَلَ كَفَّيْهِ بِحِذَاءِ أُذُنَيْهِ، ثُمَّ قَعَدَ فَافْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى، فَوَضَعَ كَفَّهُ الْيُسْرَى عَلَى فَخِذِهِ وَرُكْبَتِهِ الْيُسْرَى، وَجَعَلَ حَدَّ مِرْفَقِهِ الْأَيْمَنِ عَلَى فَخِذِهِ الْيُمْنَى، ثُمَّ قَبَضَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ فَحَلَّقَ حَلْقَةً، ثُمَّ رَفَعَ إِصْبَعَهُ، فَرَأَيْتُهُ يُحَرِّكُهَا يَدْعُو بِهَا" (رواہ احمد ج۴ص۳۱۸، ابو داؤد (۷۲۷) والنسائی (ج ا ص ۱۴۱) والدارمی (ج ا ص ۳۱۴) وابن الجارود (ص ۱۱۱، ۱۱۰) والبیھقی ج۴ص ۱۳۲، ۲۸، ۲۷ من طوق عن زائدۃ عنہ بہ قال الالبانی وھذا اسناد صحیح علی شرط مسلم وصحہ ابن خزیمۃ کما فی الفتح ج ۲ ص ۳۲۲ وابن حبان کما فی خلاصۃ البدر المنیر (دق ج ا ص ۲۳) وکذا صححہ النووی فی المجموع وابن القیم فی زاد المعاد ج ا ص ۸۵)

''حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بغور دیکھا جب آپ دو رکعت پڑھ کر بیٹھے اور بایاں پاؤں پھیلایا اور بایاں ہاتھ اپنی بائیں ران پر رکھا اور دائیں کہنی کا کنارہ دائیں ران پر دو انگلیوں کو قبض کر لیا اور تیسری انگلی سے حلقہ بنایا پھر انگلی کو اٹھایا۔ میں نے دیکھا آپ اسے ہلاتے اور اشارہ کرتے۔ ان احادیث صحیحہ سے نیم روز کی طرح ثابت ہوا کہ تشہد میں انگلی سے اشارہ کرنا بڑی بابرکت اور عظمت سنت ثابتہ ہے اور یہ ایسی متفق علیہ سنت ہے کہ ارمہ اربعہ کو بھی اس میں اختلاف نہیں۔ تمام اہل حدیث کا اس سنت پر عمل رہا۔

امام نوویؒ فرماتے ہیں:

أَمَّا الْاشارة بِالْمُسَبِّحَةِ الْيُمْنَى لَا غَيْرُ فَلَوْ كَانَتْ مَقْطُوعَةً أَوْ عَلِيلَةً لَمْ يُشِرْ بِغَيْرِهَا لَا مِنَ الْأَصَابِعِ الْيُمْنَى وَلَا الْيُسْرَى۔ (نووی شرح مسلم: ج ا ص ۲۱۶)

کہ ہم شوافع کے نزدیک تشہد میں شہادت کی انگلی کے ساتھ اشارہ کرنا احادیث صحیحہ کی رو سے مستحب ہے۔

ہمارے اصحاب کا کہنا ہے کہ نمازی الا اللہ کہتے وقت اشارہ کرے۔

اور اشرہ صرف دائیں ہاتھ کی انگشت شہادت ہی سے کرنا ہے۔ اگر یہ انگلی کٹی ہوئی ہو یا بیمار ہونے کی وجہ سے اشارہ نہ کر سکے تو اس صورت میں دونوں ہاتھوں کی دوسری انگلی سے اشارہ کرنا جائز نہیں ہوگا۔ امام محمد بن حسن شیبانی شاگرد امام ابو حنیفہ اپنی موطا رفع سبابہ کی احادیث میں نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

قال محمد و بصنیع رسول اللہ ﷺ ناخذ و ھو قول ابی حنیفۃ۔ (موطا امام محمد بحوالہ فتاوی نذیریہ: ج ا ص ۵۰۴ و عمدۃ الرعایۃ حاشیۃ شرح الوقایہ: ج ا ص ۱۷۰)

''امام محمد کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے طرز عمل پر عمل پیرا ہیں۔ اور امام ابوحنیفہ کا بھی یہی قول ہے۔''

شیخ کمال ابن ہمام فرماتے ہیں:

لاشک ان وضع الکف مع قبض الاصابع لا یتحقق حقیقۃ فالمراد واللہ اعلم وضع الکف ثم قبض الاصابع بعد ذلک عند الاشارۃ وھو المروی عن محمد فی کیفیۃ الاشارۃ۔ وکذا عن ابی یوسف فی الامالی وھذا فرع تصحیح الاشارۃ۔ (فتاویٰ نذیریہ: ج ا ص ۵۰۴۔ عمدۃ الرعایۃ حاشیۃ شرح الوقایۃ: ج ا ص ۱۷۰)

یہ تو ظاہر ہے کہ ہاتھ کی انگلیاں بند کر کے ہتھیلی ران پر نہیں رکھی جا سکتی۔ مطلب یہ ہے کہ پہلے ران پر رکھے۔ پھر اشارہ کرتے وقت انگلیاں بند کرے، امام محمد نے اشارہ کی کیفیت اس طرح بیان کی ہے کہ دونوں آخری انگلیوں کو بند رکھے، انگوٹھے اور بڑی انگلی کا حلقہ بنائے اور سبابہ سے اشارہ کرے اور امالی میں بھی اس طرح مروی ہے اور یہ اشارہ کرنے کی صحیح شکل۔ اسی طرح ملا علی قاری تزئین العبارۃ فی تحسین الاشارۃ میں اور شیخ ولی اللہ المحدث مسویٰ شرح موطا میں اور حجۃ اللہ البالغہ میں اور محمد بن عبد اللہ الزرقانی مالکی شرح موطا میں اور

شیخ عبدالحق حنفی دہلوی شرح مشکوۃ وشرح سفر السعادت میں اور علاء الدین حصکفی درمختار میں اور ابن عابدین شامی ردالمختار میں فرماتے ہیں ۔ (فتاویٰ نذیریہ : ج ص ۵۰۴)

ابوالحسنات عبدالحی حنفی لکھنوی تصریح فرماتے ہیں :

قد ثَبَت الإشارة عَن رسول اللهﷺ بروایات کثیرة أکثرھا صریحة صحیحة لامردلھا مخرجة فی الکتب الشھیرة کالسنن الاربعة و صحیح مسلم وسنن البیھقی ومسند احمد وموطا مالک وشرح معانی الآثار للطحاوی ومعاجم الطبرانی وسنن سعید بن منصور ومصنف عبدالرزاق وابن اَبی شیبة وغیرھا کما بسط علی القاری فی رسالة تزیین العبارة ورسالة اخری التدھین للتزیین ۔ (عمدة الرعایة : حاشیہ نمبر ۱۱ ص ۱۶۹)

’’تشہد میں شہادت کی انگلی سے اشارہ کرنا رسول اللہﷺ کی ایسی احادیث صحیح صریحہ سے ثابت ہے جن کے انکار کی گنجائش نہیں اور یہ احادیث کتب معتبرہ میں مروی ہیں ، جیسے صحیح مسلم ، سنن اربعہ ، مسند احمد ، موطا امام مالک ، بیہقی وغیرہ ۔ جیسا کہ ملا علی قاری نے اپنے رسالہ تزیین العبارۃ میں بالتفصیل لکھا ہے ۔

امام مالک رحمہ اللہ نے اپنی موطا میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی مذکورہ بالا حدیث روایت فرمائی ہے ، لہٰذا امام مالک بھی اشارہ کے بلاشبہ قائل ہیں ۔

حنابلہ کا مسلک :

ثم یسط کفہ الیسری علی فخذہ الیسری ویدہ الیمنی علی فخذہ الیمنی ویحلق الإبھام مع الوسطی ویشیر بالسبابة لما روی وائل بن حجر وقد روی عن اَبی عبداللہ اَنہ تجمع اصابعہ الثلاث ویعقد الابھام کعقدة الخمسین لما روی ابن عمراَن النبیﷺ عقد ثلاثا و خمسین وأشار بالسبابة۔ (المغنی مع شرح الکبیر ج ا ص ۵۷۳، ۵۷۲)

رفع سبابہ میں قطعاً اختلاف نہیں :

ان احادیث صحیحہ صریحہ سے روزروشن کی طرح ثابت ہوا کہ رفع سبابہ سنت صحیحہ ثابتہ اور محکمہ ہے اور بقول علامہ محمد عابد حنفی سندھی ثم مدنی یہ سنت ستائیس صحابہ رضی اللہ عنہم سے منقول ہے اور یہ کوئی اختلافی مسئلہ نہیں ، تمام محدثین ، فقہائے اسلام ، ائمہ اربعہ اور علمائے مقلدین سب مذاہب متفق ہیں ۔ قطعاً کوئی اختلاف نہیں اور منع رفع سبابہ میں کسی ایک صحابی کا کوئی قول مذکور و منقول نہیں ۔

اعتراض : فتاویٰ ظہیریہ ، عتابیہ ، فتاویٰ بزازیہ ، فتاویٰ تاتارخانیہ اور جامع المضمرات کے حنفی مؤلفین نے اشارہ بالسبابہ کو مکروہ لکھا ہے ، اور کیدانی حنفی نے اپنے خلاصہ کیلانی میں اس کو حرام لکھا ہے اور کہا ہے کہ اشارہ سے نماز فاسد ہو جاتی ہے ۔ لہٰذا یہ مسئلہ متفق علیہ کیسے ہوسکتا ہے ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

علامہ ابوالحسنات عبدالحی حنفی لکھنوی فرماتے ہیں :

والعجب کل العجب من بعض مشائخنا کصاحب الظھیریة والخلاصة والعتابیة والبزاریة والتاتارخانیہ وجامع المضمرات وغیرھم انھم إفتوا بعدم استنان الإشارة بل وکراھتھا وزاد علیھم الکیدانی

فی خلاصتہ فی طنبور قعدھا من المحرمان مع انہ لا دلیل عندھم علی ما ذکرہ ولاسند لھم لا روایۃ ولا درایۃ وھو مع کونہ مخالفا للاحادیث الصحیحۃ الصریحۃ مخالفا لأرئمتنا لأئمتنا ایضا وبالجملۃ فتقلید المشائخ الذین افتوا بالکراھۃ مخالفا لفعل نبینا ولاقوال امامنا وتلامیذیھم لاسیما بعد وضوح الحق وسطوح الصدق لایلیق بشانف مسلم فضلا عن عالم فلیتنبہ۔ (عمدۃ الرعایۃ: حاشیہ نمبر ۲ ص ۱۷۰)

''یہ بڑے تعجب اور افسوس کی بات ہے کہ فتاویٰ ظہیریہ، تاتارخانیہ اور بزازیہ کے مقیان احناف نے رفع سبابہ کو سنت نہ مانتے ہوئے اس کو مکروہ لکھ دیا ہے اور کیدانی نے اندھا دھند نہلے پر دہلہ مارتے ہوئے اس کو حرام اور مفسد صلوٰۃ کہ دیا ہے، حالانکہ ان کے پاس نہ کوئی دلیل ہے اور نہ سند، نہ نقلی اور نہ عقلی۔ ان کی یہ ہفوات متعدد احادیث صحیحہ صریحہ کے خلاف ہونے کے ساتھ ساتھ ہمارے ائمہ کے اقوال کے بھی خلاف ہیں۔ ان مشائخ کی تقلید کرنا عالم کو تو جانے دیجئے کسی عامی مسلمان کو بھی جائز نہیں۔ خصوصاً جب کہ ان نام کے مشائخ کا یہ فتویٰ رسول اللہ ﷺ کے طرز عمل اور ہمارے امام ابو حنیفہ اور ان کے تلامذہ کے بھی خلاف ہے۔''

ملا علی قاری حنفی اس سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

اس مسئلہ (رفع سبابہ) میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور علمائے سلف میں ہرگز کوئی اختلاف نہیں، امام ابو حنیفہ اور صاحبین (ابو یوسف اور محمد) کا بھی یہی قول ہے۔ ہمارے متقدمین اور متاخرین مشائخ حنفیہ نے بھی اس کی صراحت کی ہے۔ ماوراء النہر، خراسان، عراق اور بلاد ہند کی اکثریت جس پر تقلید سوار ہے تحقیق اور قول سدید کی تائید سے بعید ہے، ان کا اس سنت کو ترک کر دینا حجت نہیں۔ جناب ملا علی قاری قاری حنفی کیدانی کی ہفوات کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ اس سے خطائے عظیم اور جرم جسیم سرزد ہوا ہے جس کا منشا قواعد اصول اور مراتب فروغ سے جہالت کے سوا کچھ نہیں۔ اگر اس کے بارے میں حسن ظن سے کام نہ لیا جائے اور اس کی ہفوات کی تاویل نہ کی جائے تو اس کا کفر واضح اور ارتداد (مرتد ہونا) صریح ہے۔ (تزئین العبارۃ فی تحسین الاشارۃ)

علامہ الصغانی فرماتے ہیں کہ کیا کسی مومن کے لیے جائز نہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے ثابت شدہ چیز کو حرام کہے اور ایسی چیز کے کرنے سے منع کرے جس پر عامۃ العلماء پشت در پشت چلے آرہے ہوں۔ (ارشاد النقاد للصغانی ج ۱ ص ۲۹)۔ (کذا فی کتاب تحقیق صلوۃ الرسول للفاضل المعاصر الشیخ عبد الرؤف بن عبد الحنان ص ۴۰۳)

خلاصہ کیلانی کا عربی محشی لکھتا ہے۔

''تشہد کی وقت مسبحہ (شہادت کی انگلی) سے اشارہ کرنا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اور یہ بات اس شخص پر مخفی نہیں، جسے علم حدیث سے ادنیٰ سے واقفیت ہے اور اس میں شک وہی کر سکتا ہے جو حدیث نبوی میں جہالت تام رکھتا ہو یعنی پرلے درجے کا جاہل ہو۔ (حوالہ ایضاً)

شیخ الکل فی الکل السید نذیر حسین المحدث الدہلویؒ اس سوال کے جواب میں ارقام فرماتے ہیں:

''ملا علی قاری، ملا عابد سندھی وامین الدین شامی نے ستائیس صحابہ سے روایت کی ہے اور رفع سبابہ میں ائمہ اربعہ وعلمائے مقلدین اہل مذاہب کے سب متفق ہیں۔ اس میں اور ائمہ اربعہ وغیرہ کا اختلاف نہیں اور منع رفع سبابہ میں کوئی قول صحابی مذکور اور منقول نہیں تو اس کا اٹھانا مستحب، آکد اور موجب ثواب کثیر ہے اور خلاصہ کیدانی والے سے ی اور علماء سے اس باب میں خطا واقع ہوئی ہے، اس کے حرام مکروہ لکھنے میں تو قول مانعین کا اور حرام ومکروہ کہنے والے کا ازوائے دلائل شرعیہ کے محض باطل ہے نزدیک علمائے محققین حنفیہ کے اور جو شخص بعد میں مطلع ہونے کے روایات فقیہ اور احادیث نبویہ کے حرام کہے اور منع کرے وہ مردود اور گمراہ ہے اور خوف کفر کا ہے اس پر ازروئے اہانت اور حقارت کے۔ (فتاوی نذیریہ: ج ۱ ص ۵۰۶)

شیخ مشائخنا المحدث الدہلوی مزید لکھتے ہیں

فإن قیل ألیس عدہ الکیدانی فی الغرائب وغیرھا من المحرمات قلنا قولھم فی مقابلۃ النص وأقوال الأئمۃ مردود لایعباء بہ الخ۔

اگر کوئی یہ سوال کرے کہ کیدانی حنفی نے غرائب نامی کتاب میں اس اشارہ کو افعال محرمہ سے شمار کیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ نص اور اقوال ائمہ کے برخلاف ان کا قول مردود

ہے۔ امام ابوحنیفہ اور صاحبین کے قول کے برخلاف ان کے قول کی کیا حقیقت ہے۔ درمختار کی شرح طوالع الانوار میں ہے کہ تشہد میں انگلی اٹھانے کے متعلق ستائیس صحابہ سے روایات منقول ہیں۔ ملا علی قاری حنفی نے بھی ایسا ہی کہا ہے۔ (فتاویٰ نذیریۃ: ج ا ص ۵۰۵)

مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ ارقام فرماتے ہیں:

خلاصہ کیدانی والے نے رفع سبابہ (انگلی اٹھانے) کا انکار کیا ہے لیکن خلاصہ کیدانی کے حاشیہ پر جس طرح اس کی تردید کی گئی ہے، وہ دیکھنے اور سننے کے لائق ہے، اس مختصر حاشیہ میں اس کی گنجائش نہیں۔ ملا علی قاری نے کہا ہے کہ جس انداز سے خلاصہ کیدانی والی نے اس سنت کا انکار کیا ہے اور جس طرح صحیح احادیث کی توہین کی ہے، مجھے اس کا کفر کا خطرہ ہے اور کیدانی کے حاشیہ پر احادیث اور قول فقہاء اور کتب کی عبارتیں درج کر کے اس کا خوب رد کر دیا گیا ہے۔ (حاشیۃ مشکوۃ مترجم: ص ۵۲۲ ج ا)

صرف ایک انگلی کو حرکت دے:

ایک ہی انگلی سے اشارہ کرنا چاہیے، دو انگلیوں سے اشارہ کرنا منع ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَجُلًا كَانَ يَدْعُو بِأُصْبُعَيْهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَحِّدْ، أَحِّدْ» (رواہ الترمزی والنسائی والبیھقی فی الدعورات الکبیر۔ مشکوۃ)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی دو انگلیوں سے اشارہ کرتا تھا، رسول اللہ ﷺ نے دو دفعہ فرمایا ایک انگلی سے اشارہ کرو۔''

یہ آدمی حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ تھے۔ فقہ السنہ میں ہے:

عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال مر رسول اللہ ﷺ بِسَعْدٍ وھو یَدْعُو باصبعین فقال اَحد اَحد۔ (رواہ احمد وابوداؤد والنسائی والحاکم۔ فقہ السنۃ: ج ا ص ۱۴۴)

''رسول اللہ ﷺ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے اور وہ دو انگلیوں سے اشارہ کر رہے تھے تو آپ ﷺ نے دو دفعہ فرمایا کہ ایک انگلی سے اشارہ کیجئے۔''

تنبیہ:

حضرت وائلؓ کی ایک روایت میں دونوں سجدوں کے درمیان اشارہ کرنے کا ذکر آتا ہے۔ اس کو عبدالرزاق نے (ج ۲ ص ۶۹، ۶۸ میں) ذکر کیا ہے، ان سے احمد (ج ۴ ص ۳۱۷) اور طبرانی (ج ۲۲ ص ۳۵، ۳۴) نے بھی روایت کیا ہے۔ مگر یہ ایک راوی کی غلطی ہے۔ تفصیل کے لیے الشیخ البانی کی کتاب تمام المنتہ (ص ۲۱۴ تا ۲۱۶) دیکھیں۔ (حاشیہ صلوٰۃ الرسول ص ۴۵۶)

کیا انگلی کو حرکت دے:

انگلی کو حرکت دیتے رہنا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے:

عن وائل بن حجر عن رسول اللہ ﷺ قال ثم جلس فافترش رفلہ الیسری ووضع یدہ الیسری علی فخذہ الیسری وحد مرفقہ الیمنی علی فَخِذِہِ الْیُمْنَیٰ وقبض ثنتین حَلَّقَ حَلْقَۃً، ثُمَّ رَفَعَ أُصْبُعَہُ فَرَأَیْتُہُ یُحَرِّکُھَا: یَدْعُو بِھَا۔ (رواہ ابوداؤد والدارمی والنسائی مشکوۃ۔ الفصل الثانی)

''وائل بن حجرؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دوسرے سجدے سے فارغ ہو کر بیٹھے اور بایاں پاؤں پھیلایا اور بایاں ہاتھ اپنی بائیں ران پر رکھا اور دائیں کہنی کا کنارہ دائیں ران پر رکھا۔ دو انگلیوں کو قبض کر لیا اور تیسری انگلی سے حلقہ بنایا پھر انگلی اٹھائی، میں نے دیکھا آپ اسے ہلاتے اور اشارہ کرتے جاتے۔'' اس حدیث کو نسائی

نے بھی روایت کیا ہے اور حدیث صحیح ہے لا کلام فی صحتہ۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ انگلی کو حرکت دیتے رہنا چاہیے۔

سوال یا تعارض:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، أَنَّهُ ذَكَرَ، «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُشِيرُ بِأُصْبُعِهِ إِذَا دَعَا، وَلَا يُحَرِّكُهَا» (رواہ ابوداوٗد والنسائی وزاد ابوداوٗد ولا یجاوز بصرہ إشارتہ۔ عون المعبود: ج ۱ ص ۳۷۵)

''عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب دعا (تشہد) پڑھتے تو اپنی انگلی سے اشارہ فرماتے تھے، ہلاتے نہیں تھے۔'' اندریں صورت یہ دونوں احادیث باہم متعارض ہیں۔

اس تعارض کا حل: حافظ ابن قیم فرماتے ہیں: شہادت کی انگلی کو ہلانا ثابت ہے اور ابن زبیر کی روایت میں جو یہ زیادتی ہے، کہ آپ انگشت شہادت کو حرکت نہیں دیتے تھے، اس زیادتی کی صحت میں محدثین کو تامل ہے اور صحیح مسلم میں یہ زیادتی بالکل ذکر نہیں۔ اگر اس کو تسلیم بھی کر لیا جائے تو اصول کا مسئلہ ہے کہ مثبت منفی مقدم ہوتا ہے۔ پس وائل بن حجرؓ کی حدیث کو ابن زبیرؓ کی حدیث پر ترجیح ہے کہ وائل کی حدیث مثبت ہے جب کہ زبیر کی حدیث نافی ہے۔ (کذافی زاد المعاد: ص ۲۳۸۔ ۲۳۹)

شیخ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ لا یحرکھا کے الفاظ میرے نزدیک شاذ یا منکر ہیں۔ کیونکہ محمد بن عجلان اس پر ثابت نہیں رہے۔ انہوں نے کبھی اس اضافہ کو بیان کیا ہے اور کبھی نہیں اور یہی عدم ذکر درست ہے۔ اس حدیث کو محمد بن عجلان کی طرح دوسرے راویوں نے بھی روایت کیا ہے مگر انہوں نے لا یحرکھا کے الفاظ کا ذکر نہیں کیا۔ پس اس حدیث کو وائل بن حجرؓ کی حدیث کے مقابلہ میں پیش کرنا روا نہیں۔ تحقیق المشکوٰۃ (ج ۱ ص ۲۸۷) وتمام المنۃ (ص ۲۱۸، ۲۱۷) و تحقیق صلوٰۃ الرسول (ص ۴۵۲)

ملحوظہ: حدیث وائل پر بعض اہل علم نے قدرے کلام کیا ہے۔ اس کے رد کے لیے بھی تمام المنۃ (ص ۲۲۲، ۲۱۸) ملاحظہ فرمائیں۔

حرکت دینے کی کیفیت اور وقت:

شوافع کے نزدیک أشھد أن لا إلہ إلا اللہ پر حرکت دینی چاہیے اور بس اور اس کو وہ سنت گردانتے ہیں۔

امام نووی لکھتے ہیں:

وَالسُّنَّةُ أَنْ لَا يُجَاوِزَ بَصَرُهُ إِشَارَتَهُ، وَفِيهِ حَدِيثٌ صَحِيحٌ فِي سُنَنِ أَبِي دَاوُد وَيُشِيرُ بِهَا مُوَجَّهَةً إِلَى الْقِبْلَةِ وَيَنْوِي بِالْإِشَارَةِ التَّوْحِيدَ وَالْإِخْلَاصَ (شرح مسلم: ج ۱ ص ۲۱۶)

ورأى الشافعية أن يشير بالأصبع مرة واحدة عند قوله إلا اللہ۔ (فقہ السنہ: ج ۱ ص ۱۴۴)

''نظر انگلی کے اشارہ سے تجاوز نہ کرے اور انگلی قبلہ کی جانب ہو اور الا اللہ پر صرف ایک بار حرکت دے اور بس۔

اور اشارہ کے وقت توحید اور اخلاص کی نیت ہو۔''

علامہ صنعانی کا میلان بھی اسی طرف ہے کہ اشارے کا مقام لا الہ الا اللہ کہنے کے وقت ہے، جیسا کہ بیہقی نے رسول اللہ ﷺ کا فعل مبارک نقل کیا ہے اور اشارے سے توحید واخلاص کی نیت ہونی چاہیے۔

مگر اس حدیث سے دو وجوہ کی بنا پر استدلال درست نہیں۔ (۱) یہ حدیث ضعیف ہے (۲) اس میں ہر گز یہ صراحت نہیں کہ رسول اللہ ﷺ لا الہ الا اللہ کہنے پر اشارہ کرتے تھے۔

احناف کہتے ہیں کہ لاالہ کے لا پر انگلی اٹھائی جائے اور الا اللہ کہنے پر رکھ دی جائے۔

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ لاالہ الا اللہ کہنے پر انگلی اٹھانا اور الا اللہ پر انگلی کو رکھ دینا اس کی کوئی اصل نہیں، حتی کہ اس کے ثبوت میں کوئی موضوع روایت بھی موجود نہیں۔ (تحقیق المشکوۃ ج ۱ ص ۲۸۵) اور صفۃ صلوۃ النبی ﷺ میں لکھتے ہیں:

وأما وضع الإصبع بعد الإشارة أو تقديدها بوقت النفى والإثبات فكل ذلك مما لا اصل له فى السنة بل هو مخالف لها بدلالة هذا الحديث أى حديث وائل۔ (صفۃ الصلوۃ: ص ۱۴۹)

''اشارہ کے بعد انگلی کو رکھ دینا یا نفی (لا) کہتے وقت انگلی کو اٹھانا اور اثبات (الا اللہ) پر انگلی کو رکھ دینا یہ تمام باتیں بے اصل ہیں حتی کہ اس کے ثبوت میں کوئی من گھڑت روایت بھی موجود نہیں۔ لہٰذا حضرت وائل کی حدیث کے مطابق التحیات شروع کرتے وقت انگلی کو حرکت دینا اور سلام پھرنے تک انگلی کو ہلاتے رہنا ہی صحیح سنت ہے۔''

صرف وائل ہی کی حدیث سے نہیں بلکہ اشارے کے اثبات میں جتنی احادیث آتی ہیں سب سے یہی ثابت ہوتا ہے اور یہی صحیح ہے۔

شیخ الکل السید نذیر حسین المحدث الدہلوی تصریح فرماتے ہیں:

إن المصلى يستمر إلى الرفع إلى آخر الدعاء بعد التشهد وقد نقل صاحب غاية المقصود فتواه بتمامه۔ (عون المعبود: ج ۱ ص ۳۸۷)

''نمازی کو التحیات کے آغاز سے لے کر تشہد کے بعد کی آخری دعا پڑھنے تک اشارہ کرتے رہنا چاہیے۔''

حضرت شیخ الکل کا مفصل فتویٰ حسب ذیل ہے:

واضح ہو کہ اٹھانا سبابہ کا آخر تشہد تک کتب احادیث سے ثابت ہے، جیسا کہ محلی شرح مؤطا میں مرقوم ہے:

ونقل عن بعض أئمة الشافعيه والمالكيه انه يريم رفعا الى اخر التشهد واستدل له بما فى أبى داوٗد رفع إصبعه فرأيناه يحركها ويدعو وفيه تحريكها دائما اذا الدعاء بعد التشهد قال ابن حجر (الهيثمى) ويسن أن يستمر الرفع إلى آخِرِ التَّشَهُّدِ كما قالهُ بَعْضُ أَئمَّتِنَا، وَإِنِ اعْتَرَضَهُ جَمْعٌ بِأَنَّ الأَوْلَى عِنْدَ الفَرَاغِ إعادتها وقال ابن حجر الهيثمى ايضا انه ليسن رفعها مع انحنائها قليلا مخبر صحيح فيه إلى جهة القبلة۔ (كذا فى المحلى شرح مؤطا لمولانا سلام الله الحنفى، فتاوى نذيريه: ج ۱ ص ۵۰۳، ۵۰۲)

شافعی اور مالکی بعض ائمہ سے منقول ہے کہ تشہد کے آخر تک پھر انگلی اٹھائے رکھے۔ اور ابوداوٗد کے حدیث سے استدلال کیا ہے ک رسول اللہ ﷺ نے انگلی کو اٹھایا تو پھر اس کو حرکت دیتے رہے اور دعا کرتے رہے۔ ابن حجر مکی کہتے ہیں کہ مسنون ہے کہ تشہد کے آخر تک انگلی کو اٹھائے رکھے، جیسا کہ ہمارے بعض ائمہ سے منقول ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اٹھانے کے ت بعد پھر اس کو نیچا کرے۔ ابن حجر یہ بھی کہتے ہیں انگلی اٹھائے تو کچھ جھکا کر (منحنی) قبلہ رخ رکھے۔ نیز یہ فتویٰ التعلیقات السلفیہ میں بھی موجود ہے۔

اشارہ شیطان کو زخم لگاتا ہے:

عَنْ نَافِعٍ قَالَ: كَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ إِذَا جَلَسَ فِي الصَّلَاةِ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ، وَأَشَارَ بِإِصْبَعِهِ، وَأَتْبَعَهَا بَصَرَهُ، ثُمَّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " لَهِيَ أَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنَ الْحَدِيدِ۔ (رواہ احمد، مشکوۃ)

''عبداللہ بن عمر جب تشہد میں بیٹھتے دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھتے اور انگلی سے اشارہ فرماتے اور اپنی نظر وہیں تک محدود فرمالیتے پھر کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ انگلی مسبحہ شیطان کو لوہے (کے برچھے) سے سخت محسوس ہوتی ہے۔''

اس حدیث کو بزار نے بھی روایت کیا ہے۔ اس کا ایک راوی کثیر بن زید متکلم فیہ ہے، بعض محدثین نے اس کو ثقہ اور بعض نے ضعیف قرار دیا ہے۔ حضرت اسماعیل سلفیؒ اس حدیث کی شرح فرماتے ہیں :

مطلب یہ ہے کہ تشہد میں انگلی کے اشارے سے توحید کی شہادت کی تائید اور تصدیق کرنا شیطان کو برچھے سے بھی زیادہ تکلیف پہنچاتا ہے کیونکہ مومن دل سے تو پہلے ہی توحید کا یقین رکھتا ہے اور اب زبان اور انگلی کے اشارہ سے اس کی تائید بھی کر رہا ہے تو اس وقت شیطان اس سے بالکل مایوس ہو جاتا ہے کہ اب یہ میرے قابو میں نہیں آئے گا اور اس اشارے کی اس کو اتنی تکلیف ہوتی ہے کہ اگر اس کو برچھا بھی لگ جاتا تو اس کہ اتنی تکلیف نہ ہوتی۔ مومنوں کو چاہیے کہ تشہد میں انگلی ضرور اٹھایا کریں تاکہ شیطان کو تکلیف ہو۔''

انگلی ہلانے کا فلسفہ :

انگلی ہلانے کا فلسفہ یہ ہے کہ جب انگلی کو اٹھایا تو اس نے توحید کی گواہی دی کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے، فرد ہے، یکتا ہے اور بے ہمتا ہے۔ پھر جب انگلی کا باربار حرکت دینا شروع کیا تو اس نے بار بار ایک، ایک ہونے کے اعلان کا عملی مظاہرہ کیا۔ مثلاً : تشہد کے دوران اگر انگلی کو نو، دس یا اس سے بھی زیادہ دفعہ ہلایا تو اتنی دفعہ ہی انگلی نے توحید کے اعلان کا عملی مظاہرہ کیا۔ بالالفاظ دیگر انگلی کھڑی ہوئی زبان حال سے بول بول کر اللہ احد اللہ احد کا پرچار کرتی رہی اور نمازی کے کیف و حضور کا یہ عالم ہونا چاہیے کہ نظر کے رفع اور حرکت پر محدود رکھے، دماغ وحدانیت کی قطقطد دل پر گرائے اور اس آب حیات سے دل اپنی پیاس بجھاتا رہے۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ محمدیہ

ج1ص352

محدث فتویٰ